

○ کھیلوں اور لہو و لعب میں استغراق اور ترک فرائض

○ اسلام کا اخلاقی نظام

○ نفاذ شریعت کے مساعی پر تاثرات

○ وکتورہ کے امتحان میں اعلیٰ کامیابی

افکار و تاثرات

کھیلوں اور لہو و لعب میں | اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے جان و مال و وقت کو کسی مصرف میں استغراق اور ترک فرائض | لگانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ ان تینوں کا استعمال فی سبیل اللہ ہوگا۔ قیامت کے دن بھی ان کے بارے میں سوال ہوگا۔ لیکن اگر آج مسلم معاشرے کا سروے کیا جائے تو آپ کو چند گنے چنے افراد ملیں گے جن کا مال، جان اور وقت صحیح ذریعہ ہو رہا ہے۔ حالانکہ ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ اگر ہم معاشرہ کا مطالعہ کریں تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ ہمارا مال، جان اور وقت صرف اللہ کی راہ میں خرچ ہو کیونکہ جس مقصد کے لئے اللہ نے ہم کو پیدا کیا تھا آج امت کے اکثر افراد اس سے غافل ہیں اور خود کو جہنم کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اور اکثریت عملی ارتداد اختیار کر چکی ہے۔ امت کے اندر سے فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات مٹ رہے ہیں۔ نیک اعمال کی طرف آتے ہی نہیں۔ اور جو نیک اعمال کرتے ہیں ان اعمال پر کامیابی کا یقین نہیں۔ ان اعمال پر اللہ کے کئے ہوئے وعدوں کو سچ نہیں جانتے حالانکہ فرمان باری تعالیٰ ہے **ومن اصدق من اللہ قیلاً**۔ ایک انکار کی سیڑھی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بچائے۔ اگرچہ عقیدۂ ارتداد نہیں لیکن عملاً ارتداد ہے۔ ایسے نازک وقت میں ہم ایک مباح عمل کو لے کر فرائض بھول گئے۔ حالانکہ مباح عمل جو حقیقی الی ترک الفرائض ہو وہ فقہی قاعدہ کی رو سے مباح نہیں رہتا۔ بلکہ حرام ہو جاتا ہے۔

سب سے پہلے یہ بات جاننی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے کار نہیں چھوڑا۔

الحسبنا الله ما خلقناكم عبثاً وانکم الینالاً ترجعون ○

ترجمہ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہ آؤ گے دوسری آیت کے اندر مقصد کا تعین ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ○

ترجمہ ہم نے انسانوں اور جنوں کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

انسان دنیا کے اندر سفر کر رہا ہے آخرت اس کی منزل ہے اس سفر میں اللہ تعالیٰ نے حکمت بالغہ کے تحت کچھ اعمال دئے ہیں مثلاً فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مباح وغیرہ کرنے کے لئے کچھ اعمال ایسے ہیں جن سے بچنا ضروری ہے مثلاً

حرام اور مکروہ کے شیطان انسان کو حرام اور مکروہ کا مول ہیں لگاتا ہے۔ لیکن انسان سمجھتا ہے کہ یہ حرام اور مکروہ ہے تو بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن شیطان کی خطرناک چال یہ ہے کہ مباح کے اندر لگا کر فرائض اور واجبات بالکل بھلا دیتا ہے۔ کیونکہ انسان یہی سمجھتا ہے کہ مباح ہے آخر کوئی گناہ تو نہیں۔ حالاں کہ مباح میں لگا کر کتنے گناہوں میں مبتلا کرتا ہے اور اسے پتہ تک نہیں چلتا۔ لیکن خدا کا شکر ہے امت کے اندر روحانی طبیب موجود ہیں۔ جو امت کی راہ نائی کرے ہیں۔ فقہاء کرام اور صوفیاء عظام امت کے اندر دوا دینے والے طبقے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً امت کو شیطانی چالوں سے آگاہ کرتے ہیں۔

در اصل آج امت دین اسلام کی غرض و غایت اور مقصد کو بھول گئی ہے۔ یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و رسل کو کس لئے بھیجا ہے لوگ مادی ترقی کو کمال سمجھتے ہیں۔ حالاں کہ سب سے بڑا تنزل یہی ہے۔ اسلام صرف اس کی ہدایت کرتا ہے۔ کہ مادیات کا استعمال اور اشتغال صرف اس قدر رکھو جس کے بغیر کام نہ چلے۔ باقی اوقات اپنے رب کی یاد میں گزارو یہی ترقی و کامیابی ہے۔ تو جائز اور ضروری امور کے اندر اتنا لگو جتنی ضرورت ہے باقی وقت مقصد میں لگاؤ۔ ایک بڑا خطرناک مرض کثرت مباحات ہے کیونکہ اس سے غفلت جیسی مہلک بیماری پیدا ہوتی ہے۔ جو آخر کار انسان کو لے ڈوبتی ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نے پارہ ۶ کی آخری آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ الفرض غلو و جفا اور افراط و تفریط کے درمیان متوسط اور معتدل راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ نہ تولد اندنیوی میں غرق ہونے کی اجازت ہے جیسے یہود، اور نہ از راہ رہبانیت مباحات اور طیبات کو چھوڑنے کی اجازت ہے جیسے نصاریٰ۔ نیز مسلمان تو تقویٰ پر مامور ہیں جس کے معنی ہیں خدا سے ڈر کر ممنوعات سے اجتناب کرنا۔ تجربہ سے معلوم ہے کہ بعض مباحات کا استعمال بعض اوقات کسی حرام یا ممنوع کی طرف مفضیٰ ہو جاتا ہے۔ ایسے مباحات کو عہد و قسم یا تقرب کے طور پر نہیں بلکہ بطریق احتیاط اگر کوئی شخص کسی وقت باوجود اعتقادِ اباحت ترک کر دے تو یہ رہبانیت نہیں۔ بلکہ ورع اور تقویٰ میں شامل ہے۔

حدیث میں ہے :- لا یبلغ العبد ان یکون من المتقین حتی یدع ما لا یاس بہ حذراً مما یأس

ترجمہ: بندہ اس وقت تک تقویٰ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک نا جائز امور میں وقوع کے ڈر سے جائز امور نہ

چھوڑ دے (ترمذی شریف)

اب آئیے موجودہ کھیلوں کی طرف تشریعت نے سر پر کھیل سے مطلقاً روک رکھا ہے اور نہ کھلی چھٹی دی ہے بلکہ بعض کھیلوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مثلاً گھوڑ دوڑ۔ تیر اندازی اور سپر کی وغیرہ۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں جن کھیلوں سے کچھ دینی یا دنیاوی فوائد حاصل ہو سکتے ہیں وہ جائز ہیں بشرطیکہ انہیں فوائد کی نیت سے کھیلا جائے۔ محض لہو و لعب کی نیت سے نہ ہو۔ لیکن اس کی بازی پر کوئی معاوضہ یا انعام شرط مقرر کرنا جائز نہیں۔ مثلاً گیند کا کھیل کہ اس سے جسمانی ورزش ہوتی ہے یا بالٹھی وغیرہ کے کھیل یا پہلو انوں کی کشتی وغیرہ

جو جہاد میں معین ہو سکتے ہیں۔ اس طرح معمرہ بازی، شہر بازی اور تعلیمی تماش وغیرہ ہار جیت کی بازی لگانا جائز ہے مگر اس پر کوئی رقم معاوضہ کی مقرر کرنا جائز نہیں، بلکہ قمار ہے۔

مزید لکھتے ہیں۔ ایسے کھیل تماشے جس کے تحت کوئی مقصد یا فائدہ دین و دنیا کا نہیں ہے وہ سب ممنوع اور ناجائز ہیں خواہ ان پر بازی لگائی جائے یا انفرادی طور پر کھیلا جائے۔ پھر بازی پر کوئی رقم لگائی جائے یا نہیں اور رقم بھی دو طرفہ ہو یا ایک طرف۔ بہر حال ایسے لغو کھیل شرعاً مطلقاً ناجائز ہیں۔ حدیث میں ہے:-

كل هوالمسلم حرام الاثلافة ملا عبثہ اھلہ و نادیبہ لفرسہ و منافلة بقوسبہ

کہو تر بازی۔ پتنگ بازی۔ بیڑ بازی۔ مرغ بازی۔ چوسر۔ شطرنج تماش۔ کتوں کی ریس وغیرہ سب اس با جائز صورت کے افراد ہیں۔

اب ذرا موجودہ کھیلوں پر غور کریں جو مغربی اقوام کی نقالی ہیں امت مسلمہ کو ملی ہیں۔ مثلاً ہاکی، کرکٹ، اسکووش، ٹیبل ٹینس وغیرہ۔ زیادہ سے زیادہ ان کھیلوں کو مباح کہہ دیں۔ وہ بھی اس صورت میں جب کہ ان کھیلوں میں دینی یا دنیاوی فائدہ ہو اور اسی نیت سے کھیلے جائیں لیکن ان کھیلوں کے اندر مشکل سے آپ کو دینی و دنیاوی فائدہ نظر آئے گا۔ اگر بے بھی تو اس نیت سے کوئی نہیں کھیلتا۔ بلکہ محض تفریح، تضييع وقت اور قومی دولت کا نقصان ہے۔ دو ٹیمیں کھیلیں گی اور پورا ملک تماشائی ہو گا۔ کوئی گراؤنڈ کے اندر پیچ دیکھ رہا ہے۔ کوئی ٹیلی وژن پر۔ بے پردہ عورتیں گراؤنڈ میں پیچ دیکھتی ہیں۔ اختیارات اور ٹیلی وژن پر ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ریڈیو سے رواں تبصرے نشر ہوتے ہیں۔ پوری قوم اس طرف متوجہ ہوتی ہے۔ گویا کہ آخرت کی ہارجیت ہے۔ کیا امت مسلمہ اس کام کے لئے مبعوث ہوئی تھی۔ ہرگز نہیں بلکہ ہر امتی کے ذمہ پوری امت کی فکر ہے لیکن بد قسمتی سے آج کسی امتی کو اس کی فکر ہی نہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نص قرآنی سے ان کھیلوں کو روشنی ڈالیں:-

ومن الناس من يشتري لهدا الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها

اولئك لهم عذاب عظيم

ترجمہ:- اور بعض آدمی ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے ہو جائے گمراہ کرے اور اس کی سنسی اڑائے ایسے لوگوں کو کہتے کہ ذلت کا عذاب ہے!

(بیان القرآن)

خلاصہ آیات میں مولانا اشرف علی تھانویؒ لکھتے ہیں:-

سوال اول تو لوگوں کا اختیار کرنا جب کہ مقررین بلا اعتراض عن آیات اللہ ہو خود ہی کفر اور ضلال ہے پھر خاص کر جب کہ اس کو اس غرض سے اختیار کیا جائے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے دوسروں کو بھی اللہ کی راہ یعنی دین حق سے بے سمجھے ہو جائے

حقیقت امر کے گمراہ کرے اور اس گمراہ کرنے کے ساتھ اس راہِ حق کی ہنسی اڑائے تاکہ دوسروں کے دل سے بالکل اس کی وقعت اور تاثیر نکل جائے۔ تب تو کفر بہ کفر اور ضلال کے ساتھ اضلال ہے تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں ذلت کا عذاب ہے۔

فائدہ میں لکھتے ہیں۔ پس اس بنا پر جو شخص دین اسلام سے ضلال یا اضلال کا موجب بن جائے وہ حرام بلکہ کفر ہے اور آیت میں یہی مقصود ہے۔ آگے لکھتے ہیں دوسرے دلائل شرعیہ سے استدلال ثابت ہے کہ جو لہو اعمال فرعیہ شرعیہ سے باز رکھے یا کسی معصیت کا سبب ہو جائے وہ صرف معصیت ہے اور جو لہو کسی امر واجب کا فوت نہ ہو اور اس میں شرعی مصلحت بھی نہ ہو وہ مباح ہے لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلافِ ادلی ہے اور مسابقتِ فرس و مسابقتِ سہم و صلاحیتِ اہل میں چونکہ مقدمہ فرض تھی اس لئے حدیث میں اس کو لہو باطل سے مستثنیٰ فرمایا۔
(مولانا ذاکر حسن نعمانی)

نفاذِ شریعت کے | الحق اور دیگر جرائد و رسائل میں جناب کی مساعی جلیلہ کا ذکر پڑھ کر دل سے بے اختیار مساعی پر تاثرات دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت کے ساتھ تادیر سلامت رکھے۔ اور جو مساعی جلیلہ

جناب پاکستان میں نفاذِ شریعت اسلامیہ کے بارے میں فرما رہے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ان کو موثر بنائے۔ آمین
آپ کے اخلاص، تدبیر اور تقویٰ کی برکت سے تمام مکاتیب فکر اور اب دینی تنظیموں کا اجتماع و اتحاد اور پھر آپ کی دعوت کا تسلیم کر لینا یہ سب آپ کے اخلاص اور للہیت کی برکت ہے۔ کتنا اچھا ہوتا اگر علماء کرام گذشتہ اوقات میں حصہ لے کر قومی اسمبلی میں پہنچ جاتے اور اسی طرح اخلاص اور اتحاد کے ساتھ آئینی طریقہ پر نفاذِ شریعت اسلامیہ کے لئے کوشش کرتے تو آج اثرات کچھ اور ہوتے۔

(مولانا قاضی زاہد حسینی دہلوی)

دکتورہ کے امتحان میں | بفضل اللہ العظیم و بتوفیقہ و احسانہ، اور پھر بزرگوارم کے مستجاب دعاؤں کے بدولت اعلیٰ کامیابی مدینہ یونیورسٹی میں دکتورہ کے امتحان میں درجہ شرفِ ادلی کے ساتھ کامیابی نصیب ہوئی

جس کے سلسلہ میں بزرگوارم کو سب سے پہلے مبارک باد پیش کر رہا ہوں۔ ناپیز کی یہ نمایاں کامیابی دارالعلوم حقایقہ کے ثمرات کثیرہ کے ایک ادنیٰ ثمرہ کی کامیابی ہے۔ جو حضرت والا کے مشفقانہ توجہات اور مقبول دعاؤں کا نتیجہ ہے۔
مناقشہ پانچ گھنٹے مسلسل جاری رہا جس میں جامعہ اسلامیہ کے اساتذہ کرام اور طلبہ اور مدینہ منورہ میں پاکستانی باشندوں میں اہل علم طبقہ کی اکثریت نے شمولیت کی۔

(مولانا شیر علی شاہ فاضل حقایقہ مدینہ منورہ)